

میٹھا زہر

قرآن وحدیث کی روشنی میں دنیا کی حیثیت پر مدلل بیان

مفتی محمد آصف عبداللہ قادری
عالم دین ممتاز
ملک میں

نور الفکر میگزین آف انٹرنیشنل

رابطہ: 0322-2232030
www.tafseerequran.net



جامع مسیحی بہار شریعت
بہار آباد کراچی

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله



میٹھاز ہر

قرآن وحدیث واقوال صالحین کی
روشنی میں تحقیقی تالیف

مؤلف

مفتی محمد آصف عبداللہ قادری

عالم دین ممتاز

مکتب

امیر نور القحزیه غوثیہ آر انٹرنیشنل

ناشر

جامع مسجد بہار شریعت بہار آباد کراچی



جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : میٹھا زہر

صفحات : 32

اشاعت اول : رجب المرجب ۱۴۳۲ھ / جون 2011ء تعداد 3000



زیر اہتمام
نور القحزنیہ غوثیہ آرٹس انٹرنیشنل



جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

Cell: 0322-2232030

www.tafseerequran.net / www.khatmeqadria.net / www.noorequran.net

انتساب

امیر طیبہ، اسد اللہ واسد رسول اللہ

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

جنہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے بعد از وصال ان خطابات سے نوازا
يَا حَمْزَةُ فَاعِلِ الْخَيْرَاتِ ، يَا كَاشِفَ الْكُرْبَاتِ (اے نعمتیں بانٹنے
والے اور اے غموں کو دور کرنے والے) ﴿المواہب اللدنیہ ج 1 ص 212﴾

اور

سرکار بغداد حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے بارے میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا خلاصہ کلام یہ ہے
کہ بفضل اللہ انوار و تجلیات فیوض و برکات اس طور پر منتقل ہو چکے ہیں کہ
شیخ عبدالقادر جیلانی قطبیت کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ اب ہمیشہ کے لئے
ولایت کا تاج اسے عطا کیا جائے گا جو اس در سے فیض یاب ہو ﴿مکتوبات شریف﴾

الافتاء

محدث مدینہ طیبہ شیخ محقق علی الاطلاق سیدی وسندی

عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کے فیض کی بنا پر صدیوں سے برصغیر میں بخاری و مسلم کا نور
سینوں میں منتقل ہوا جنہوں نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کھڑے
ہو کر باادب درود و سلام پیش کرنے کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیا اور تمام
علماء و مشائخ اور شیوخ طریقت اہلسنت کے نام جنہوں نے اپنی کوششوں
سے گمراہوں کو ہدایت کا راستہ بتایا اور فضل الہی سے سخت دلوں کو موم
کر دیا۔

پہلے اسے پڑھیے

اللہ تعالیٰ ﷺ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو بے شمار کمالات سے نوازا۔ بلکہ ہر کمال اپنے کمال پر پہنچنے کے بعد بھی حضور ﷺ کے قدموں تلے ہی رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ”جوامع الکلم“ بنایا یعنی کلام مختصر بھی ہو تو انتہائی جامع ہوگا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے“۔

اس ایک فرمان اقدس کی حقیقت کو سمجھنے والا فلاح و کامرانی سے یقیناً سرفراز ہو سکتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے آج ہر طرف گناہوں کی بھرمار ہے۔ ظلم و بربریت، بے حیائی، کینہ و حسد، اخلاقی بگاڑ، حرص و لالچ سب دنیا کی محبت ہی کی وجہ سے ہے۔

دنیا کیا ہے؟ اس کی حقیقت کو کیسے سمجھا جائے؟ اور اس کے اندر رہتے ہوئے فکرِ آخرت کیسے اپنائی جائے؟

حضرت علامہ مفتی آصف عبد اللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے اس بیان میں قرآن کریم احادیث طیبہ اور صالحین کے اقوال کی روشنی میں اس بات کو بہت ہی آسان پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اس بیان کو تحریری صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اس کا مطالعہ قارئین کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ تقویٰ و پرہیزگاری، فکرِ آخرت، قلب کی نرمی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے میں معاون ہوگا۔ آپ خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسرے احباب کو بھی پیش کریں۔

دنیا کی محبت ایک میٹھا زہر ہے۔ دنیا کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب ہے۔ اس میٹھے زہر کے جتنے گھونٹ انسان پیتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی دھوکہ میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ناکامی کو کامیابی، نقصان کو نفع، ذلت کو عزت، بدنامی کو نیک نامی، زوال کو عروج، ظلمت کو نور، محرومی کو سعادت سمجھنا اس کی عادت ہو جاتی ہے۔

اس میٹھے زہر ہی کا اثر ہے جس نے آج اولاد کو ماں باپ کا نافرمان، بھائی کو بھائی کا دشمن بنادیا، ظلم و بربریت اور خونریزی کی جولہ ہمارے معاشرے میں موجود ہے سب دنیا کی محبت ہی کی وجہ سے ہے خاندانی اور گھریلو پریشانیوں کا سبب بھی یہی دنیا کی محبت ہے۔ آئیے بہت توجہ کے ساتھ قرآن و حدیث میں غور و خوص کر کے اس میٹھے زہر کی حقیقت سمجھیں اور اس سے بچنے کی تدبیر کریں۔

قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا:-

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

(آل عمران: 185 پ 4)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

قال ابو هريرة رضي الله تعالى عنه

قال لي رسول الله ﷺ يا ابا هريرة

الا اريك الدنيا جميعها بما فيها؟

فقلت بلى يا رسول الله ﷺ

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

(کنز الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہؓ کیا

میں تجھے ساری دنیا ایک دفعہ میں دکھا دوں میں نے

عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ضرور دکھائیے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مدینہ طیبہ کی ایک وادی

میں کوڑے کے ایک ڈھیر پر لے آئے جس میں انسانی کھوپڑیاں، گندگی، پرانے کپڑے اور ہڈیاں

پڑی ہوئیں تھیں پھر فرمایا:-

اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھوپڑیاں ایسے
سر تھے کہ جولا لچ کیا کرتے تھے اور لمبی لمبی امیدیں
کیا کرتے تھے اور آج یہ کھوپڑیاں ہڈیاں ہیں جن
پر کھال بھی نہیں ہے اور عنقریب یہ کھوپڑیاں راکھ
ہو جائیں گی خاک ہو جائیں گی۔

یا اباہریرۃ ہذہ الرؤوس کانت
تحرص کحرصکم وتأمل کاملکم
ثم ہی الیوم عظام بلاجلد ثم ہی
صائرۃ رمادا

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گندگی کے ایک ڈھیر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:-

یہ گندگی کے ڈھیر تمہارے لذیذ اور قسم قسم کے
کھانے تھے جنہیں تم نے بڑی محنت اور مشقت
سے حاصل کیا اور پھر اپنے پیٹوں میں ڈالا اور آج
ان کا یہ حال ہے کہ لوگ اس سے گھن کھاتے
اور نفرت کرتے ہیں۔

وہذہ العذرات ہی الوان اطعمتہم
اکتسبوہا من حیث اکتسبوہا ثم
قد فوہافی بطونہم فاصبحت والناس
یتحاموہا

پھر حضور ﷺ نے کپڑے کے چیتھڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

یہ پرانے بوسیدہ کپڑوں کے چیتھڑے تمہارے
عالی شان لباس تھے اور آج ہو ان چیتھڑوں کو
اُڑا رہی ہے۔

وہذہ الخرق البالیۃ کانت ریاشہم
ولباسہم فاصبحت والریاح
تصفقہا

پھر چند ہڈیوں کی طرف متوجہ کر کے فرمایا:-

یہ اُن جانوروں کی ہڈیاں ہیں کہ جن پر بیٹھ کر لوگ
بڑے فخر کے ساتھ شہر بہ شہر پھرا کرتے تھے تو جو یہ
چاہے کہ وہ دنیا پر روئے اسے اس پر رونا چاہیے۔

وہذہ العظام عظام دوابہم الی
کانوا ینتجعون علیہا اطراف
البلاد فمن کان باکیا علی الدنیا
فلیک

دنیا کا اتنا واضح اور عبرت سے بھرپور نقشہ کھینچنے پر حضور ﷺ خود بھی رونے لگے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

فما برحنا حتی اشتد بکاؤنا ہم وہاں سے نہ ہٹے جب تک زار و قطار نہ روئے۔

اگر غور کیا جائے تو دنیا کی حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے اس ایک ہی حدیث میں بیان فرمادیا۔ آج دنیا کیلئے ہماری بھاگ دوڑ کی وجہ ہمارے اذہان میں موجود لالچ اور لمبی لمبی امیدیں ہیں نبی کریم ﷺ نے لمبی امیدیں اور لالچ کرنے والوں کی کھوپڑیوں، انواع و اقسام کے کھانوں اور لباس کی طرف اشارہ فرما کر ان کی حقیقت اور ہماری تنگ و دو کا انجام بتا دیا۔

دنیا کی حقیقت:-

دنیا اللہ ﷻ کے نزدیک کس قدر حقیر ہے آئیے اس حدیث پاک سے سمجھئے

نبی کریم ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک کس قدر حقیر ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مردہ بکری بے کار ہے تبھی تو لوگوں نے پھینک دیا:-

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ مردہ بکری اپنے مالک کے نزدیک جتنی حقیر ہے اللہ ﷻ کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ حقیر ہے اگر دنیا کی وقعت اللہ ﷻ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ للدنیا اھون علی اللہ من ہذہ الشاة علی اھلہا ولو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافر امنہا شربة ماء

(دروس للشیخ صالح بن حمید، صفحہ 4، جلد 3)

محترم قارئین! ذرا غور کریں کہ اللہ رب العالمین کے نزدیک جو دنیا بے وقعت ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ آج ہمارے نزدیک وہی دنیا کتنی اہم بن چکی ہے۔ دنیا آجائے تو ہم خوش ہو جاتے ہیں اور چلی جائے تو رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔

ایمان کی دشمن

نبی کریم ﷺ نے تو دنیا کو ایمان کا دشمن قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا۔

لنأتینکم بعدی دنیا تأکل ایمانکم
كما تأکل النار الحطب

(احیاء العلوم الدین صفحہ 185 جلد 3)

آقائے دو جہاں ﷺ نے دنیا کی حقیقت کو ایک آسان مثال کے ذریعے یوں

سمجھایا کہ:-

واللہ ما الدنیا فی الاخرة الا مثل
ما یجعل احدکم اصبعه فی الیم
فلینظر بم یرجع

(مسلم شریف، تفسیر روح البیان صفحہ

326 جلد 3)

یعنی معلوم یہ ہوا کہ دنیا کی حقیقت آخرت کے مقابلے میں ایسی بھی نہیں جیسی ایک انگلی پر لگنے والی تری کی حیثیت سمندر کے سامنے۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ دنیا اور آخرت کی مثال اس طرح سمجھاتے ہیں کہ اگر ساری زمین اناج سے بھر دی جائے اور ایک پرندہ ہزار سال کے بعد ایک دانہ اٹھا کر لے جائے تو ایک طویل عرصہ زمین سے دانے اٹھنے میں لگے گا۔ امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آخرت کی زندگی کی طوالت اس عرصہ سے کہیں زیادہ ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا جینا کتنا ہے ساٹھ سال، ستر سال اوسطاً اور حقیقت تو یہ ہے کہ ساٹھ سال تو کہنے کی بات ہے ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کل کا سورج دیکھنا نصیب ہوگا یا نہیں جب دنیا اتنی بے وقعت ہے، بے اعتبار ہے، فانی ہے تو وہ بندہ کیسا ہے جو آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو ترجیح دے۔

دنیا کی زندگی کتنی؟:-

حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہزار سال سے زائد عمر پائی جس میں سے ساڑھے نو سو سال آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ فرمائی جب آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو کیسا پایا؟ تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک چھوٹا سا مکان ہو اس کے دو دروازے ہوں ایک دروازے سے کوئی داخل ہو اور بغیر کے دوسرے دروازے سے باہر نکل جائے میں نے دنیا کو اتنا مختصر پایا۔

آخرت کی وسعتوں کے سامنے دنیا کی حقیقت کتنی ہے آئیے قرآن کریم سے سمجھئیے سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۱۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے:-

اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا اے لوگو! تم زمین میں کتنے برس ٹھہرے۔ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا ایک دن سے کم رہے۔ (اے اللہ) تو گننے والوں سے دریافت فرما۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا تم بہت تھوڑا ٹھہرے اگر تم جانتے۔ (کنز الایمان)

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلُ الْعَادِيْنَ ﴿١١٣﴾ قُلْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْكُم كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾

لوگ جب آخرت میں پہنچیں گے اور آخرت کی وسعتوں کو دیکھیں گے تو اس مقابلے میں دنیا بڑی حقیر محسوس ہوگی تو وہ کہیں گے اے مالک و مولیٰ ہم شاید دنیا میں ایک دن رہے ہیں بلکہ ایک دن سے بھی کم رہے ہیں ہمیں نہیں معلوم کتنی شمار کرنے والوں سے پوچھ لے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا حقیقت یہ ہے کہ تم دنیا میں بہت تھوڑے رہے ہو کاش تمہیں یہ حقیقت پہلے معلوم ہو جاتی۔

حقیقی مال کونسا؟:-

دنیا کی زندگی فانی ہے۔ آخرت کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ انسان مال مال کرتا ہے میرا مال، میرا بینک بیلنس، میری کوٹھیاں، میرے بنگلے، میری کاریں اسی مال پر غرور کیا جاتا ہے۔ اور اسی غرور کی بنا پر غریب بے سہارا لوگوں پر ظلم و ستم کی آندھیاں چلائی جاتی ہیں۔ اُسی مال پر غرور و تکبر کا شکار ہو کر انسان اپنے رب ﷻ کو بھول جاتا ہے اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اسی مال کی حقیقت کو بیان فرمایا چنانچہ حضرت عبداللہ بن ثخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (مال اور اولاد کی کثرت کی خواہش نے تمہیں برباد کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھ لیا) پھر فرمایا

ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال جبکہ اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے کھا لیا اور فنا کر دیا اور جو پہن کر پرانا کر دیا یا پھر صدقہ کر کے رب ﷻ کی بارگاہ میں بھیج دیا

اتیت النبى وهو یقرأ الھکم التکاثر
حتى زرتم المقابر قال یقول ابن ادم
مالی مالی وھل لک یا ابن ادم من
مالک الا ما اکلت فافیت او
لبست فابلیت او تصدقت فامضیت

(مسلم شریف، احیاء العلوم الدین صفحہ 359 جلد 4)

حقیقت یہی ہے کہ بینک میں کروڑوں روپے موجود ہوں، کئی بنگلے ہوں ہزاروں

پلاٹس ہوں، آدمی کتنا ہی مالدار ہو لیکن اگر آنکھ بند ہو جائے تو سوچیے! یہ سارا مال کس کا ہے؟ یہ سارا مال تو اس کے ورثاء کا ہے۔ اور آنکھ بند ہوتے دیر بھی نہیں لگتی ہمیں معلوم کہ ہمارے جسم میں کون سے جراثیم پرورش پا رہے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے مقدر میں کون سی بیماری لکھی ہوئی ہے۔ کونسا حادثہ لکھا ہے۔ کونسا دن ہماری موت کا دن ہے۔ لمحہ بالمحہ ہم موت کے قریب ہوتے

جار ہے ہیں یقیناً کامیاب وہی ہے جو اس مال کو بصورتِ صدقہ رب العالمین کی بارگاہ میں بھیج کر اُسے محفوظ کر لے۔

کیا پیاری سوچ عطا فرمائی ہمارے پیارے آقا ﷺ نے چنانچہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں بکری ذبح ہوئی اس کا گوشت پکایا گیا اور دن بھر ہم صدقہ دیتے رہے خیرات کرتے رہے نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے پوچھا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بکری میں سے کیا بیچ گیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سب کچھ تو اللہ ﷻ کی راہ میں دے دیا اب ایک دستی (اگلی ران) بیچ گئی ہے۔ ارشاد فرمایا یوں مت کہو بلکہ یوں کہو سب کچھ بیچ گیا ایک دستی فنا ہو گئی۔ یعنی جو ہم کھائیں گے وہ فنا ہو جائے گا اور جو اللہ ﷻ کی راہ میں دے دیا وہ باقی رہنے والا ہے۔ سبحان اللہ! کتنی پیاری سوچ حضور ﷺ نے عطا فرمائی۔

دنیا ملعون ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

سن لو پوری دنیا ملعون ہے (لعنتی ہے) اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر وہ کام جس میں اللہ ﷻ کی یاد کی جائے اور نیک اعمال۔

الا ان الدنيا ملعونة وملعون ما فيها
الا ذكر الله وما والاها
(ترمذی صفحہ 302 جز 8)

نیک اعمال اللہ ﷻ کی یاد اور دنیا کی وہ چیزیں ہیں جو اللہ کی طرف لے جاتیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ کر پوری دنیا ملعون ہے۔

دنیا کمانا کیسا ہے؟:-

اس حدیث کی شرح میں علماء فرماتے ہیں جب بھی ہم دنیا کی مذمت کرتے ہیں تو دنیا سے ہماری مراد ہر وہ چیز ہوتی ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور جو چیز ہمیں اللہ ﷻ کی طرف لے جائے وہ دنیا نہیں ہے وہ بھی آخرت ہے۔ وہ بھی اللہ ﷻ کی یاد ہے۔ اور وہ بڑی بابرکت ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص کھانا بقدرِ ضرورت کھاتا ہے۔ حلال کمائی سے کھاتا ہے۔ فضول خرچی نہیں کرتا۔ سنتوں کو ملحوظ رکھ کر کھاتا ہے اور نیت یہ ہے کہ میری صحت اچھی ہو۔ مجھے قوت ملے مجھے تہجد گزار بننا ہے۔ میں اللہ ﷻ کی عبادت کر سکوں۔ رمضان آنے والا ہے میں اپنی صحت کا خیال رکھوں۔ مجھے ”یادگار رمضان“ گزارنا ہے۔ وغیرہ تو پھر یہ کھانا، اپنی صحت کا خیال رکھنا یہ دنیا نہیں ہے بلکہ آخرت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بھاگا بھاگا جا رہا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ جس طرح دنیا کے لیے بھاگ رہا ہے کاش یہ آخرت کے لیے بھاگتا حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح مت کہو اگر یہ اس لیے جا رہا ہے کہ رزقِ حلال کمائے اور کسی کا محتاج نہ ہو اس کی اولاد کسی کی محتاج نہ ہو وہ اپنے رشتے داروں کی خدمت کرے اور ان کی ضروریات پوری کرے غریبوں کی مدد کرے (وہ رزقِ حلال کما رہا ہے فرائض و اجبات کی ادائیگی کے ساتھ) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کی راہ میں نہیں ہے بلکہ یہ رزقِ حلال کمانا بھی اللہ ﷻ کی راہ ہے۔ لیکن اگر مال کے لالچ میں بھاگ رہا ہے۔ مال جمع کرنا مقصود ہے، حرص ہے تو پھر یہ شیطان کی راہ ہے (مفہوم حدیث)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن بندہ دسترخوان بچھاتا ہے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے رزقِ حلال کا پہلا لقمہ جب وہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے تو لقمہ پیٹ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (مفہوم حدیث)

تو معلوم ہوا کہ اس ندمت کا ہر گز کا یہ مقصد نہیں کہ ہم دنیا سے تعلقات توڑ دیں، جنگلوں غاروں میں

۱۔ یادگار رمضان! رمضان المبارک میں نماز تراویح اس طرح ادا کرنے کو کہتے ہیں کہ ہر چار رکعت میں جتنی تلاوت ہوتی ہے اس کا ترجمہ اور تفسیر پہلے سمجھ لیا جائے۔ بمقام: نیو حزیہ غوثیہ لان حسن اسکوائر، بالمقابل سوک سینٹر، کراچی پر ہر سال رمضان المبارک میں تراویح اسی انداز میں ادا کی جاتی ہے

چلے جائیں، روزی کمانا، تعلیم حاصل کرنا، شادی کرنا، بال بچوں کی پرورش کرنا چھوڑ دیں ہر گز ہر گز ان باتوں کا یہ مطلب نہیں بلکہ جب بھی دنیا کی مذمت کی جاتی ہے تو اس سے مراد یہ کہ انسان دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔ انسان دنیا کی محبت میں آکر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کرے۔ نمازوں کو قضاء نہ کرے۔ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ہمیں اپنے آپ کو سنوارنا ہے دنیا کی بُرائی سے دامن کو بچانا ہے پھر یہ دنیا ”میٹھا زہر“ نہیں ہے۔

اگر ہم اس اصول کو سمجھ گئے کہ شریعت کی پابندی کرنی ہے۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کرنی دنیا کی محبت سے زیادہ محبت اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے کرنی ہے دنیا کی محبت کی خاطر گناہ نہیں کرنے دنیا کو ٹھکرا دینا ہے رب ﷻ کے فرمان کو نہیں ٹھکرانا جب یہ سمجھنے میں کامیاب ہو گئے اور ایک پاکیزہ زندگی گزاری تو یہ دنیا ہمارے لیے میٹھا زہر نہیں ہوگا بلکہ ان شاء اللہ ﷻ یہ دنیا ہمیں جنت میں لے جانے کا ذریعہ اور وسیلہ بن جائے گی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ دنیا کی ہر چیز بری نہیں ہے حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ جو تصوف کے امام ہیں آپ نے فرمایا اصل جو برائی ہے وہ دنیا کی محبت ہے بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو جھوٹے پڑیوں میں جنگلوں ویرانوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے۔ اور بعض ایسے اللہ ﷻ کے نیک بندے ہوتے ہیں کہ کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں لیکن دل میں دنیا کی محبت نہیں ہوتی اللہ ﷻ کی اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہوتی ہے۔ وہ کاروبار کے ساتھ ساتھ دین کی خدمت کرتے ہیں۔

ایک نیک مسلمان کا طرزِ عمل :-

ایک بھائی نے بتایا کہ میں نے دین کی تبلیغ کا یہ ذریعہ اپنایا ہے۔ کہ میں دیانت داری سے کاروبار کرتا ہوں۔ اصلی اور نقلی مال کی پہچان لوگوں کو بتاتا ہوں۔ جو امپورٹڈ مال ہے اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ نفع کچھ کم لیتا ہوں۔ حسنِ اخلاق سے پیش آتا ہوں۔ لوگ بڑے متاثر ہوتے ہیں پھر متاثر ہونے سے اس طرح فائدہ اٹھاتا ہوں کہ انہیں نماز کی دعوت دیتا ہوں۔ الحمد للہ ﷺ کئی بھائیوں کو میں نے نمازی بنا دیا۔ غور فرمائیے! یہ دکان پر بیٹھنا دنیا نہ ہوا بلکہ دین کے لیے بیٹھنا ہوا۔ ان کی یہ پیاری سوچ ہے کہ دکان پر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اور دکان پر اکثر وہ لوگ آتے ہیں جو نمازی نہیں ہوتے تو دکان پر بیٹھ کر میں زیادہ لوگوں کو نماز کی دعوت دے سکتا ہوں۔ تو یہ سوچ بن جائے اور انسان اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے تو پھر یہ دنیا قابلِ مذمت نہیں بلکہ جنت میں جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

قابلِ رشک کون؟ :-

حدیثِ پاک میں آتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہیے ایک وہ جسے اللہ ﷻ نے قرآن کا علم دیا وہ دن رات قرآن کی تعلیم کو عام کر رہا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ ﷻ نے مال دیا وہ دن رات مال اللہ کی راہ میں خرچ کر رہا ہے۔ (مفہوم حدیث)

۱۔ (یعنی یہ تمنا کرنی چاہیے کہ اے مالک و مولیٰ ﷻ مجھے بھی ایسا بنا دے)۔

تو معلوم یہ ہوا کہ مال کی مطلقاً مذمت نہیں بلکہ یہ مال بسا اوقات اللہ ﷻ کا فضل بھی ہوتا ہے۔

مالدار پر فضل الہی :-

ایک بار مہاجرین فقراء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض گزار ہوئے

یا رسول اللہ ﷺ مالدار لوگ ہم سے آگے نکل گئے حضور ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ وہ کہنے لگے

یا رسول اللہ ﷺ جتنی ہم نیکیاں کرتے ہیں ساری نیکیاں وہ بھی کرتے ہیں۔ وہ راتوں کو قیام کرتے ہیں۔ دن کو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ روزہ بھی رکھتے ہیں تو اس میں تو ہم اور وہ برابر ہیں۔ لیکن وہ اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔ اور ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! میں تمہیں ایک ایسی تسبیح سکھاتا ہوں کہ تم وہ پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مالداروں سے آگے کر دے گا۔ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ الحمد للہ ۳۳ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان پڑھنے لگے جب چند دن گزرے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کی بارگاہ میں پھر آئے عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! مالدار صحابہ علیہم الرضوان ہم سے آگے نکل گئے کیوں کہ اس تسبیح کا انہیں بھی علم ہو گیا اب وہ یہ تسبیح بھی پڑھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

ذلک فضل اللہ: یہ اللہ ﷻ کا فضل ہے۔ (خلاصہ حدیث)

تو گویا کہ مال موجود ہو بندہ اس کے حقوق ادا کرے اور شریعت کے مطابق زندگی گزارے خوب نیکیاں کرے اور خوب مال اللہ ﷻ کی راہ میں دے تو یہ مال اس کے لیے رحمت بن جاتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ کی والدہ حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال اور اولاد میں برکتیں دے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مال اور اولاد میں برکت کی دعائیں کیں۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مال دیتے ہوئے فرمایا: اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مال لے لو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ کسی محتاج کو دیدیں حضور ﷺ نے پھر دوبارہ فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مال لے

لو پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ کوئی اور محتاج ہو اس کو دیدیں حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مال لے لو جب تمہارے پاس مال آئے اور تمہارے دل میں لالچ نہ ہو اور بغیر سوال کے تم حاصل کرو تو پھر اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔
مال اور لالچ:-

حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دنیا کے مال کو بغیر لالچ کے لے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرمائے گا۔ اور جو مال کا لالچی ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے برکت نہیں دے گا۔ وہ اس طرح ہوگا جیسے کوئی شخص کھانا کھاتا ہو اور پیٹ ہی نہ بھرتا ہو۔

ان تمام روایتوں کو پیش کرنے کا مقصد صرف و صرف یہی ہے کہ جہاں بھی قرآن وحدیث میں مال کی اور دنیا کی مذمت کی گئی اس سے یہی مراد ہے کہ بندہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں مبتلا ہو جائے۔
کنز عثمانی:-

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے مالدار تھے کہ بڑے سے بڑا مالدار بھی ان کی مالداری کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن کیا ان کو دنیا دار کہیں گے؟ ہرگز نہیں! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی رسول ﷺ ہیں کہ جنہوں نے دنیا میں رہ کر اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کر کے دنیا میں ہی آخرت کا سودا کر لیا۔ اور کس مقام پر پہنچے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:-

یہ وہ ہیں جن سے فرشتے بھی حیا کرتے۔

تستحیی منہ الملائکۃ

(مسلم شریف، کنز العمال صفحہ 587 جز 11)

اور فرمایا

ہر نبی علیہ السلام کا جنت میں ایک رفیق (ساتھی ہوگا)
اور میرے رفیق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہونگے۔

لکل نبی رفیق و رفیقی یعنی فی
الجنة عثمان (ترمذی شریف، کنز العمال
صفحہ 587 جز 11)

غزوہ تبوک کے موقع پر آپ نے سو اُونٹ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیے۔ مزید
راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب ملنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی
یا رسول اللہ ﷺ دو سو اُونٹ۔ سرکار ﷺ نے اور خرچ کرنے کی ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تین سو اُونٹ۔ اس موقع پر آقا ﷺ نے فرمایا:-

آج کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی
عمل نقصان نہیں دے گا۔ (حضور ﷺ نے دوبار
ارشاد فرمایا)

ما علی عثمان ما عمل بعد هذه
ما علی عثمان ما عمل بعد هذه
(ترمذی شریف، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 323 جز 3)

اور ترمذی کی روایت ہے کہ ہزار سونے کی اشرفیاں (تقریباً سوا چار کلو سونا) بارگاہِ مصطفیٰ
ﷺ میں پیش کیں۔ یہی ہیں وہ جن کو نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ جنت کی بشارت
عطا فرمائی۔ بیعتِ رضوان کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر
رکھا۔ اور پھر فرمایا یہ میرا ہاتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ ہے۔ اپنے ہاتھ کو حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے تشبیہ دی اسی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے
ہاتھوں کے مقابلے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو افضل سمجھتے تھے۔ مسجدِ نبوی
شریف کے لیے جگہ کی ضرورت ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا! کون ہے جو مسجدِ نبوی کے لیے جگہ
پیش کرے اور اس کے بدلے جنت میں اعلیٰ جگہ حاصل کر لے؟ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے جگہ پیش کی۔ جب بُر رومہ جو مدینے کے کنوؤں میں ایک ہی میٹھا کنواں تھا۔ جب
حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس کنویں کو خریدنے کی ترغیب دی تو

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اس کنویں کو خرید کر جنت کا سودا کر لیا۔ سوچئے! کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی دنیا دار کہہ سکتا ہے اس قدر مال ہونے کے باوجود آپ نے کبھی مال کا حرص اور لالچ نہیں کیا۔ آپ کے دل میں مال کی محبت نہ تھی بلکہ آپ دن رات اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کیا کرتے تھے۔ اور عالم یہ تھا کہ روایتوں میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک تنگدست کو اناج لینے کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بھیجا جب وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر پہنچا دستک دینے ہی والا تھا کہ اندر سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ آواز آئی کہ آپ اپنی زوجہ سے یہ پوچھ رہے تھے کہ ”بڑے افسوس کی بات ہے رات کو تم سو گئی اور چراغ بجھانا کیوں بھول گئیں چراغ پوری رات جلتا رہا اور تیل کا نقصان ہو گیا“ تو سائل نے سوچا جو تیل کے لیے اتنا پریشان ہو رہے ہیں۔ وہ مجھے کیا دیں گے۔ میں تو بہت زیادہ ضرورت مند ہوں۔ واپس جانے لگا تو پھر خیال آیا کہ حضور ﷺ پوچھیں گے تو میں کیا جواب دوں گا پھر دوبارہ حاضر خدمت ہوا۔ دروازے پر دستک دے کر اپنی حاجت بتائی تو اسی وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس باہر سے مال آیا تھا تو آپ اُس شخص کو لے کر خیمے میں گئے اور فرمایا دیکھو یہ اناج موجود ہے تمہیں اللہ ﷻ کے رسول ﷺ نے بھیجا ہے اس میں سے جتنا تمہیں چاہیے اٹھا کر لے جاؤ یہ تمہارا ہے تو جب اس نے سنا تو آپ کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔ آپ نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ تو کہنے لگا کہ آپ اس چراغ کے تیل کے ضائع ہونے پر اتنا افسوس کیوں کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا! بات دراصل یہ ہے کہ پوری رات تیل جل کر ختم ہو گیا اور کسی کے کام نہیں آیا تو فضول مال ضائع ہو تو اس کا افسوس ہونا چاہیے۔ اور جو تمہیں دے رہا ہوں یہ اللہ ﷻ کی راہ میں ہے اور اللہ ﷻ کی راہ میں دیا جانے والا مال ضائع نہیں ہوتا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کس قدر اللہ ﷻ کی راہ میں مال دیتے تھے اس بات سے اندازہ لگائیے کہ حضرت صدر الافاضل حضرت نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں

کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور غزوہ کے موقع پر دس ہزار دینار دیئے (تقریباً 43 کلو سونا) اس کے علاوہ دس ہزار مجاہدین کا پورا خرچ دیا اور اس کے علاوہ 900 اُونٹ اور 100 گھوڑے دیئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مالدارانہ شان و شوکت کو دیکھ کر ان کے متعلق کوئی یہ سمجھے کہ وہ دنیا دار ہیں تو کتنی بڑی کوتاہی ہے۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ ”میٹھا زہر“ دنیا کی محبت ہے وہ محبت کہ جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں جانے سے روک دے۔ وہ محبت جو ہمیں گناہوں پر ابھارے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ماشاء اللہ ﷻ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خزانے کی تفصیل سن کر اب تو ہمارا بھی دل یہ چاہتا ہے کہ ہم بھی یہ دعا کریں یا اللہ ﷻ ہمیں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خزانہ عطا فرماتو ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اگر بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں یہ دعا قبول فرمائے۔ (آمین) حلال کمائی ہو، شبہ اور حرام سے پاک ہو، ناجائز ذرائع سے پاک ہو، غرور تکبر اور فخر نہ ہو، عاجزی انکساری ہو، اور کنجوسی نہ ہو، خوب اللہ ﷻ کی راہ میں مال دیتا ہو، مال کی محبت و حرص نہ ہو۔ دعا کے ساتھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل بھی پڑھیے۔

طرز عثمانی:-

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل یہ تھا کہ دنیا کے ہزاروں معاملات کے باوجود جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح نماز ادا کرتے کہ وہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ آج ہماری نمازوں کا

کیا حال ہے؟ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قدر مالدار ہونے کے باوجود اللہ ﷺ کی طرف توجہ تو دیکھیں۔ آپ جب قبرستان جاتے تو قبر کو دیکھ کر زار و قطار روتے اتار روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ جاتی۔ لوگ پوچھتے کہ کیا بات ہے آپ جہنم کا ذکر سن کر اتنا نہیں روتے جتنا قبر کو دیکھ کر روتے ہیں۔ آپ یہ ارشاد فرماتے قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو اس میں کامیاب ہو گیا تو بقیہ منازل بھی کامیاب ہو گا اور جو اس میں ناکام ہو گیا تو اگلی منزلوں میں بھی ناکام ہو گا۔

اگر ایسی سوچ مل جائے تو سبحان اللہ ﷺ! لیکن ایسا عام طور پر ہوتا نہیں یہ تو حضور ﷺ کی نظر عنایت اور کرم تھا کہ اتنا مال ہونے کے باوجود نمازوں میں اس قدر خشوع و خضوع تھا اور مال سے محبت نہ تھی۔ لیکن آج ہمارا تو یہ عالم ہے الامان والحفیظ اگر ایک سوداگر کے آئیں اور نقصان ہو جائے تو غم کے اندر کتنے دنوں تک نماز میں دل نہیں لگتا۔ اور اگر نفع ہو جائے تو خوشی کی وجہ سے دل نہیں لگتا۔ کون سی ایسی نماز ہے کہ جو شروع سے لے کر آخر تک دو رکعت بھی ہم نے توجہ سے ادا کی ہو۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لیے فیض کا مرکز ہے حکمت و دانائی کے خزانے نبی کریم ﷺ کو عطا کئے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے کیا نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیسے کیسے اختیارات عطا فرمائے مگر دیکھیں۔

زہدِ مصطفیٰ ﷺ :-

[۱]..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ نبی کریم ﷺ چٹائی کے بستر پر سوتے تھے۔ ایک خاتون حاضر ہوئیں۔ تو انہوں نے چٹائی بچھی ہوئی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا یہ حضور ﷺ کا بستر مبارک ہے۔ وہ خاتون اپنے گھر پر گئیں اور روئی کا بستر بنایا اور اس بستر کو اس چٹائی کی جگہ لا کر رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ جب درانور پر تشریف لائے تو بستر دیکھ کر فرمایا اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بستر کہاں سے آیا آپ نے سارا واقعہ پیش کیا۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے

ارشاد فرمایا اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم کیا سمجھتی ہو کیا میں دنیا کی سہولتیں حاصل نہیں کر سکتا اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں لیکن میں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے۔ (خلاصہ حدیث) حضور ﷺ نے دنیا کو ہمیشہ کے لیے ٹھکرا دیا۔

[۲]..... حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کسی چیز کو اپنے آپ سے دور کر رہے ہیں۔ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے کوئی چیز موجود نہ تھی میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کس چیز کو دور کر رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ میرے پاس دنیا مثالی شکل میں آئی اور مجھ سے کہا کہ مجھے قبول کر لیجئے تو میں نے کہا مجھ سے دور ہٹ جا اور میں نے اس دنیا کو اپنے آپ سے دور ہٹا دیا۔

[۳]..... حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم ﷺ آرام فرما رہے تھے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر بستر کی سختی کے نشان تھے ہم نے عرض کی کہ آپ نرم بستر اختیار فرمائیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-

مجھے دنیا سے کیا لگاؤ؟ میری مثال تو ایسی ہے
جیسے ایک مسافر آرام کے لیے کسی درخت کے
سائے میں ٹھہرتا ہے اور پھر سوار ہو کر روانہ
ہو جاتا ہے۔

مالی وللدنیا ما انا فی الدنیا لا
کراکب استظل تحت شجرة ثم
راح وترکھا

(مشکوۃ المصابیح صفحہ 125 جز 3)

یعنی مجھے دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے دنیا کو ٹھکرا تو دیا لیکن پھر بھی ہمارے لیے نمونہ پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا اگر بالفرض کسی کے پاس دنیا آجائے تو اسے کیا کرنا چاہیے نبی کریم ﷺ نمونہ پیش کرتے ہیں بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ:-

اگر میرے پاس احد (پہاڑ) کے برابر بھی سونا ہو تو
میں تین دن سے پہلے پہلے سارا مال اللہ ﷻ کی راہ
میں دیدوں۔ ہاں قرض ادا کرنے کے لیے کچھ مال
بچا لوں

لو کان لی مثل احد ذہبا لسرنی ان
لاتمر علی ثلاث لیل وعندی منہ
شیئی الا شینار صدہ لدین
(مشکوۃ المصابیح صفحہ 419 جز 1)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خزانہ تو سب ہی مانگتے ہیں۔ لیکن کیا تاریخ کا مطالعہ کیا؟
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوئی بنگلہ نہیں بنایا، کوئی محل نہیں بنایا آپ کے گھر میں رہا کرتے تھے۔ کبھی
غرور و تکبر نہیں کیا۔ آپ عاجزی و انکساری اور خشیتِ الہی ﷻ کا پیکر تھے۔ اللہ ﷻ کی راہ میں اس
قدر مال دینے کے باوجود کبھی مال جمع ہی نہ کیا یہ تو حضور ﷺ کی دعائیں تھیں کہ راہِ خدا میں اتنا
خرچ کرنے کے باوجود مال بجائے ختم ہونے کے اور بڑھ جاتا تھا۔ ہماری طرح نوٹوں کو گننا،
بینک میں جمع کرانا اور ہر وقت مال ہی کی دھن سوار رکھنا یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ نہیں
ہے۔ اور اگر ہم حضور ﷺ کی سیرت کو دیکھیں تو آپ ﷺ تو مال و دولت سے دور رہے۔ صحابہ
کرام علیہم الرضوان میں بھی چند صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں بہت کہ جو دنیاوی اعتبار سے مالدار
تھے جن کے احوال آپ کے سامنے پیش کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ مال جمع رکھنے سے اس قدر بچتے
تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن کہیں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مال آیا تو
آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا! اس مال کو اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرو اور یہ فرما کر آپ ﷺ گھر
پر نہیں گئے بلکہ مسجدِ نبوی شریف میں ہی جلوہ افروز رہے۔ جب میں رات کے وقت واپس پہنچا تو
مجھ سے پوچھا کیا سارا مال تقسیم کر دیا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ رات ہونے کی وجہ
سے کچھ مال بچ گیا ہے اور غریب لوگ مجھے ملے نہیں ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے گھر
میں مال ہو تو میں گھر نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے پوری رات مسجدِ نبوی شریف میں گزار دی۔
دوسرے دن جب سارا مال تقسیم ہو گیا تو اس کے بعد آپ ﷺ گھر مبارک پر تشریف لے گئے۔

شیطان کی کارستانی:-

جب ہم یہ باتیں سنتے ہیں اور ہم پر اثر ہونے لگتا ہے تو شیطان مردود ہم پر ایک بڑا ہی خطرناک وار کرتے ہوئے یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ ”ماشاء اللہ ﷺ باتیں تو بڑی اچھی ہیں مگر کہاں وہ اللہ ﷺ کے نیک بندے اور کہاں ہم گنہگار، ہم کیسے ان کے نقش قدم پر چل سکتے ہیں۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔ ہمارے تو بس کی بات ہی نہیں ہے۔ وہ تو شان والے تھے۔ اور نبی ﷺ کی تو شان بہت بلند و بالا ہے شیطان کے اس وار کا جواب یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کی سیرت اور ان کی سنت ہمارے لیے نمونہ نہیں ہے یقیناً آپ کی سنتیں ہمارے لیے کافی ہیں۔ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے:-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب ۲۱ پ ۲۱)
بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی
بہترین نمونہ ہے۔

تو حضور ﷺ کی سیرت ہمارے اپنانے کے لیے ہی ہے۔ چلئے ہم اتنا تو نہیں کر سکتے کہ ہم اپنے سارے خزانے خالی کر دیں اور کچے مکانات میں رہنا شروع کر دیں۔ یہ ہمارے نفس پر بہت بھاری ہے۔ لیکن ہم کم از کم یہ تو کر سکتے ہیں کہ شریعت کی پابندی کریں۔ دنیا کی خاطر گناہ نہ کریں۔ اپنے آپ کو بدنگاہی سے بچائیں۔ حرص و لالچ سے حسد و کینہ سے، بغض و عداوت سے، مسلمانوں کی دل آزاریوں سے بچیں، زکوٰۃ پوری دیں۔ آج مسلمانوں کی اکثریت زکوٰۃ پوری ادا نہیں کرتی ہم کم از کم کسی رشتے دار میں یا پڑوس میں کسی غریب کو جانتے ہیں اس کی مدد تو کریں، ہم مال سے ایسی محبت تو نہ کریں اس کے غم میں نمازیں قضاء کر بیٹھیں۔ یا مال کی لالچ میں دکان پر بیٹھیں رہیں اور دوسری طرف نمازیں ضائع ہو رہی ہوں۔ جماعت چھوٹ رہی ہو۔

نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ دنیا کو وقعت نہ دی بلکہ اس کی مذمت بھی فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا:-

دنیا کی محبت ہر گناہ (برائی) کی جڑ ہے۔

حب الدنيا رأس كل خطيئة

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 130 جز 3)

بلا ضرورت قرض لینے سے بچیں:-

نبی کریم ﷺ کے کلام پر قربان جائیے الفاظ مختصر ہیں لیکن گہرائی کتنی ہے۔

واقعی آج دنیا کی محبت کی وجہ سے بھائی بھائی سے دور ہو گیا۔ نعوذ باللہ من ذلک ایسے بھی دنیا دار لوگ ہیں کہ باپ کے مرنے کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ مرے تو جائیداد ملے۔ محبتیں نفرتوں اور اُلقتیں دُوریوں میں بدل گئیں۔ دنیا کی دولت کی خاطر دوستیاں ختم ہو گئیں۔ دنیا کے حصول ہی کے لیے انسان قرضہ لیتا ہے۔ اپنے معیار کو بلند کرنے کے لیے سودی قرضہ لینے میں بھی کوئی شرم نہیں کی جاتی۔ قرضہ سودی ہو کہ غیر سودی۔ قرضہ ایک بہت بڑا وبال ہے۔ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے! اے مالک و مولیٰ مجھے قرض سے محفوظ فرما۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ قرض سے بچنے کی اتنی دعا کیوں کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت بڑا وبال ہے کہ جب انسان مقروض ہو جاتا ہے تو جھوٹ بھی بولتا ہے اور جھوٹا وعدہ بھی کرتا ہے۔

آج دیکھ لیجئے کہ جتنے مقروض ہیں اکثر جھوٹے وعدے کر کے بولتے ہیں کہ ہاں کل پیسے مل جائیں گے، پرسوں مل جائیں گے، دھکے کھلاتے ہیں بلکہ نعوذ باللہ من ذلک دنیا کی محبت ہی کی وجہ سے انسان قرضے کو دبا لیتا ہے بلکہ جان بوجھ کر قرضہ نہیں لوٹاتا۔ حالانکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ کسی کا قرضہ لیا ہو اور وقت پورا ہو جائے وہ مطالبہ کرے تو اپنے گھر کے سامان کو بیچ کر بھی قرضہ ادا کرنا ہوگا۔ لیکن قرضہ ادا نہیں کرتے تنگ کرتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ مارکیٹ فیصلہ کرے گی آپس میں سمجھوتا کر لو ہم نے پینتیس لاکھ روپے لیے ہیں بارہ لاکھ پر سودا کر لو باقی معاف کر دو اس طرح

سے زبردستی کرنے سے معاف بھی نہیں ہوتا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کے تین پیسے دبا لیے ہوں گے تو بروز قیامت اس کے کفارے میں سات سو مقبول باجماعت نمازیں دینی پڑ جائیں گی۔ ایک نماز باجماعت جو مقبول ہو ہم نے کہاں ادا کی ہے۔ تین پیسوں کے بدلے سات سو نمازیں ہیں اور آج تو لوگ لاکھوں ہڑپ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

قرض ادا نہ کرنے کا وبال:-

نبی کریم ﷺ جب کسی کی نماز جنازہ ادا فرمانے لگتے تو پہلے یہ سوال کرتے کہ اس پر قرض تو نہیں ہے۔ اگر تین درہم کا قرض بھی ہوتا تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے بلکہ فرماتے کہ تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ ادا کرو میں ایسے شخص کی نماز جنازہ ادا نہیں کروں گا کہ جو حالت قرض میں انتقال کر جائے ہاں اگر مرنے والے کے پاس اتنی جائیداد ہوتی کہ قرضہ ادا ہو سکتا یا کوئی صحابی رضی اللہ عنہ کہہ دیتا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کرم فرما دیجئے میں ادائیگی قرض کی ذمہ داری لیتا ہوں تب آپ ﷺ نماز جنازہ ادا فرماتے۔

اس دنیا کی محبت ہی کی خاطر انسان قرضہ دبا لیتا ہے یہ دنیا ہی کی محبت ہے کہ انسان حرام، سود اور ناجائز لین دین میں ملوث ہو جاتا ہے انسان دنیا ہی کی محبت میں غرور و تکبر کا پتلا بن جاتا ہے۔ سینہ تان کر، گریبان کے بٹن کھول کر، جوتے پٹخ پٹخ کر چلتا ہے۔ اپنی کار سے غرور اور تکبر سے نکلتا ہے یہ سب دنیا کی مستیاں ہیں حب الدنیا داس کل خطیئۃ کہ دنیا کی محبت ہی ساری بُرائیوں کی جڑ ہے۔ یہ محبت نکل جائے تو گناہوں سے چٹکارا مل جاتا ہے آج دنیا ہی کی خاطر اور نام و نمود کے لیے ہم لاکھوں روپے برباد کر دیتے ہیں۔ اپنی اولاد کو اپنے بیوی بچوں کو ہم تباہ کر دیتے ہیں، بے پردہ عورتوں کو لے کر گھومتے ہیں، غیرت مر جاتی ہے، بڑی بڑی عمارتیں بڑے بڑے پلان بناتے ہیں، نفع کی خبر کی امید میں ہوتے ہیں لیکن! اس سے پہلے موت کی خبر آ جاتی ہے۔ کسی نے کہا

سیٹھ جی کو فکر تھی کہ اک اک کے دس دس کیجئے موت آ پہنچی حضرت! جان واپس کیجئے

یہ دنیا کی محبتیں اور خرمستیاں ہیں جس نے ہمیں تباہ کر دیا۔ یہ دنیا ہی کی محبت ہے کہ شادی بیاہ میں ناجائز رسومات پر پانی کی طرح پیسہ بہایا جاتا ہے۔ یہ دنیا ہی کی محبت ہے کہ آج ہماری گفتگو میں جھوٹ، غیبت، چغلیاں، وعدہ خلافیاں ہیں اور نہ جانے ہم کیسے کیسے گناہوں میں ملوث ہیں۔ یہ دنیا ہی کی محبت ہے کہ مؤذن ہمیں بلارہا ہے

حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح آؤ نماز کی طرف آؤ بھلائی کی طرف۔

اللہ ﷻ کا منادی بلارہا ہے اور دکان چھوڑنے کا دل نہیں چاہتا، یہ دنیا ہی کی محبت ہے کہ نقلی مال اصلی کہہ کر بیچ دیتے ہیں، ملاوٹ کرتے ہیں۔ ایک ہی حدیث پورے بیان کا نچوڑ ہے

حب الدنيا رأس كل خطيئة دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

دنیا کی محبت جس کے دل میں آجائے اس کی دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت بھی برباد ہو جاتی ہے جس ذہن میں بس دنیا ہی دنیا ہے اور اُسی کے حصول کے لیے ساری کوششیں ہو رہی ہیں قبر و آخرت کی فکر بالکل نہیں تو فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چار مصیبتیں اس پر نازل کرتا ہے۔

[۱]..... اس کو ایسا غم دے دیتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

[۲]..... ایسی مصروفیت دے دیتا ہے جس سے کبھی فرصت نہیں ملتی۔

[۳]..... ایسی امیدیں اور خواہشات اسے دی جاتیں ہیں کہ جن کا کوئی اختتام نہیں ہوتا۔

[۴]..... اور ایسی محتاجی دے دیتا ہے کہ وہ کبھی دل کا مالدار ہوتا ہی نہیں۔ (جتنا بھی مال ملے اس کی

حرص اور لالچ بڑھتی جاتی ہے)

دنیا کی محبت کا وبال :-

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بستی سے گزرے جہاں عذاب آیا تھا سب ہلاک ہو گئے تھے آپ نے مُردوں سے پوچھا اے بستی والو! تم پر عذاب کیوں آیا؟ تو انہوں نے کہا ہم دنیا سے محبت کرتے تھے اور اس محبت کی وجہ سے ہم اللہ ﷻ کی ہم نافرمانی کرتے تھے۔ آپ نے

فرمایا یہ بتاؤ تمہیں دنیا سے کیسی محبت تھی؟ جواب ملا کہ جیسے ماں کو اپنے بچے سے محبت ہوتی ہے اس سے بڑھ کر ہمیں دنیا سے محبت تھی دنیا آتی تو ہم خوش ہو جاتے اور جب چلی جاتی تو ہم غمگین ہو جاتے۔

سوال یہ ہے کہ دنیا کی محبت سے نجات کیسے حاصل کی جائے یہ واقعی ایسا زہر ہے جو اتنا میٹھا ہے کہ جس سے تباہ ہونے والوں کو اپنی تباہی سے پہلے اس کا علم ہی نہیں ہوتا۔
دنیا کی محبت کیسے بڑھتی ہے؟:-

دنیا کی محبت بڑھنے کی بہت بڑی وجہ اپنے سے اعلیٰ پر نظر کرنا۔ آج جو حرص بڑھتی جا رہی ہے اس کا سبب بڑا سبب فلمیں اور ڈرامے ہیں کہ فلمیں اور ڈراموں میں عیاشیاں دکھائی جاتی ہیں اور پھر اس کے علاوہ ہمارے یہاں نام و نمود عام ہو گیا جس کی وجہ سے دنیا کی محبت اور بڑھ گئی۔

نبی کریم ﷺ نے کسی صحابی کو بھی پکا گھر بنانے کی اجازت نہ دی اس کی وجہ یہی تھی کہ جو غریب لوگ ہیں ان کے اندر مال و دولت کی حرص بڑھے گی یہاں تک کہ ایک صحابی رسول ﷺ نے اپنے گھر کو پختہ بنا کر اس پر گنبد بنایا تو نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی دیکھ کر انہوں نے اس کو توڑ کر برابر کر دیا جس پر نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے۔ تو سب سے بڑا جو دنیا کی محبت بڑھنے کا سبب ہے وہ اپنے سے اعلیٰ کو دیکھنا ہے اور یہی ایک دوسرے کی نقل، احساس برتری حاصل کرنے کا جذبہ کہ میں سب سے آگے ہو جاؤں اس عادت نے ہمیں تباہ کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کا بہت پیارا حل ارشاد فرمایا ہم اس فرمان پر غور کریں۔

جب تمہاری نظر اس پر پڑے جو مال و جمال میں تم سے افضل ہو تو تم اسے دیکھو جو تم سے ادنیٰ ہے اپنے سے برتر لوگوں کو نہ دیکھو بلکہ اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھو۔

اذ انظر احدکم الی من فضل علیہ فی المال والخلق فلینظر الی من ہو اسفل منه ولا تنظرو الی من ہو فوقکم

دنیا کی محبت کیسے نکلے؟۔

[۱].....دنیا کی محبت نکالنے کے لئے ایک حل تو یہ ہے کہ اگر آپ فلیٹ والے ہیں تو ایسی بستیوں میں جائیے جہاں لوگ فٹ پاتھ پر سوتے ہیں جن کے پاس چھت موجود نہیں ہے، ایسے غریبوں سے تعلقات پیدا کیجئے لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہم ایسے غریبوں کے پاس اٹھنا بیٹھا اپنی توہین سمجھتے ہیں ہمارا اٹھنا بیٹھنا ہمارے برابر والوں کے ساتھ یا ہم سے اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ہے جس کی وجہ سے مسلسل حرص بڑھتی ہے اور ناشکری پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسا نہ کیا جائے۔

[۲].....دنیا کی محبت نکالنے کا حل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سوچ عطا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا۔

یتبع المیت ثلاثة اہله وماله وعمله
میت کے پیچھے تین چیزیں رہتی ہیں اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔
(سنن النسائی صفحہ 354 جز 4)

میت جب قبر میں جاتی ہے تو تین چیزیں اس کے پیچھے رہتی ہیں یعنی مرنے والا جب مرتا ہے تو اس کے پاس تین چیزیں ہوتی ہیں ایک اس کے عزیز واقارب ہیں، ایک مال ہے اور ایک اس کا عمل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مال گھر پر رہ جاتا ہے، رشتے دار قبر تک جاتے ہیں مگر وہ بھی باہر کھڑے رہ جاتے ہیں اور قبر کے اندر اس کے اعمال آتے ہیں۔ تو جب قبر کی سوچ پیدا ہو تو دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ انسان مرنے والوں اور اٹھنے والے جنازوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے تو دنیا کی محبت ختم ہو سکتی ہے۔ اور خصوصاً اللہ ﷻ نے اگر مال دیا ہے تو اس مال کو خوب اللہ ﷻ کی راہ میں دے کیوں کہ مفسرین فرماتے ہیں کہ جب انسان یہاں کی ساری چیزیں آخرت میں بھیجے گا تو پھر انسان کی فطرت ہے کہ جہاں اس کا مال ہوتا ہے وہیں جانے کا دل چاہتا ہے تو جب اس نے آخرت کے گھر کی تیاری کی ہوگی تو یہاں سے وہاں جانے کا دل چاہے گا اور دنیا کی محبت نکل جائے گی۔ نیز فرمایا کہ دنیا کو اس طرح سمجھ جس طرح حدیث شریف میں سمجھایا گیا کہ:-

الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر
دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 119 جز 3)

تو ہمیں یہاں قید میں رہنا ہے شریعت کی پابندی کی قیدیں ہیں تو جو اسے قید خانہ سمجھے گا اللہ ﷻ آخرت میں جنت عطا فرمائے گا تو جب یہ سوچ بنے گی تو وہ دنیا کی محبت سے بچتے ہوئے شریعت کی پابندی کرے گا۔

[۳]..... پھر فرمایا اس کا حل یہ بھی ہے کہ انسان یہ سوچے آج دنیا کی جتنی بھی دولت ہو وہ کب تک اس دنیا میں رہے گا مثلاً سوچے میری عمر ۳۰ سال ہے اب میں زیادہ سے زیادہ مزید ۳۰ سال زندہ رہ سکتا ہوں پھر وہ یہ غور کرے کہ مجھے ۳۰ سال گزارنے کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے تو اتنا مال میری ضرورت کا ہے وہ ضرورت کا مال رکھ لے اور اس زائد جو ہو وہ اللہ ﷻ کی راہ میں دیدے اب جو ضرورت کا مال ہے اس میں جیسے جیسے عمر گھٹتی جائے وہ اس مال کو بھی نکالتا جائے کہ اب عمر کم ہو گئی مجھے مال کی اتنی حاجت نہیں ہے یہ ابتدائی منزل ہے اور پھر آہستہ آہستہ وہ اس منزل پہ پہنچے گا تو یہ سوچے گا کہ ۳۰ سال دیکھے کس نے ہیں کل کا بھروسہ نہیں آج اگر میری جو ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ جتنا مال ہے وہ بے اعتبار ہے۔ اگر آج آنکھ بند ہو جائے تو یہ مال کس کام کا، اصل میں بات یہ ہے کہ دنیا کی محبت انسان کا دل زنگ آلود کر دیتی ہے دل سخت اور رسیا ہو جاتا ہے اور پھر جب تک دل کی صفائی نہ ہو دنیا کی محبت نکلتی نہیں ہے حدیث پاک کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ دل کی صفائی کیسے ہو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:-

جیسے لوہے کو زنگ لگتا ہے ویسے ہی دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے: عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ دلوں کی پاکیزگی اور اس کی صفائی کیسے حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنے اور تلاوتِ قرآن سے۔

ان هذه القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد اذا أصابه الماء قيل يا رسول الله ﷺ وما جلائها قال كثرة

ذكر الموت وتلاوة القرآن

(شعب الایمان. البیہقی صفحہ 352 جز 2)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے موت کو یاد کرنے کا بہت ہی پیارا طریقہ ارشاد فرمایا آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کبھی تنہائی میں بیٹھ جاؤ آنکھیں بند کر لو اور یہ تصور کرو کہ میرے فلاں رشتے دار، میرے والد، میری والدہ، میرے گھر والے، اس طرح مختلف لوگوں کو تصور میں لاؤ ان کا کھیلنا، ان کا ہنسنا، ان کا باتیں کرنا، ان کا مزاح کرنا، دنیا کی عیاشی کرنا، اس طرح کے جو جو بھی واقعات ہوں ان کا تصور کرنے کے بعد اب یہ سوچو ان کا انتقال ہوا اور میں نے اسے قبر میں اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ یہ سارے تصورات لانے کے بعد اب یہ سوچو کہ ایک نہ ایک دن مجھ پر بھی وہ وقت آئے گا کہ وہ دن ضرور آئے گا جب میرا آخری دن ہوگا تو بس جب وہ موت کا تصور کرنے میں کامیاب ہو جائے گا تو دل پاکیزہ ہو جائے گا اور جب دل سے زنگ دور ہو جائے گا تو دنیا کی محبت ختم ہو جائے گی اور تلاوت قرآن کثرت سے کی جائے کہ قرآن پاک کو سمجھنا اور قرآن پاک پر عمل کرنا یہ دلوں کی پاکیزگی کا سبب ہے۔ اور فرمایا توبہ کی کثرت کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی محبت دور کرنے کے لیے ایک اچھے ماحول سے وابستہ ہو جائیے اچھے نیک دیندار شخص کو اپنا دوست بنا لیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ جب دنیا کی محبت اس سے نکل جائے گی۔ دنیا کی محبت اگر نکل گئی تو بڑی کامیاب زندگی گزارے گا اور اگر دنیا کی محبت باقی رہی تو یہ دنیا ہمیں تباہ و برباد کر دے گی بس اس ”میٹھے زہر“ کا علاج بہت ضروری ہے اور اس علاج کے لیے ایک بہترین موقع نور قرآن سے منور ہونا بھی ہے۔

آخر میں دلوں کو دنیا کی محبت سے پاک کرنے کے لیے عرض ہے کہ روزانہ تلاوت قرآن کی عادت بنائیے۔ اور قرآن کریم کی تفسیر جو 2CD's پر مشتمل ہے جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی سے طلب فرمائیں www.noorequran.net سے Download کریں اور زندگی میں ایک بار مکمل قرآن پاک سمجھ لیں تو دونوں جہاں کی عظیم الشان کامیابی نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

www.gulfishanmasjid.org



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



شہر کراچی میں نورِ قرآن کی بھاریں

نصیب چمکائیے!
تھوڑے سے وقت
کی قربانی دیجئے

آسان ترجمہ مدلل تفسیر

ملٹی میڈیا پروجیکٹر کا استعمال

نورِ قرآن سے منور ہو جائیے

مفتی محمد آصف عبداللہ قادری
عالم دین ممتاز

ہر اتوار بعد نمازِ ظہر دوپہر 2:00 بجے تا 2:45 بجے تک بمقام جامع مسجد گلفشاں، ایف، بی ایریا، کریم آباد، کراچی۔
ہر پیرات 9:30 بجے تا 11:00 بجے تک بمقام جامع مسجد نوری، علی آباد، بلاک 3، کریم آباد، کراچی۔

ختم قادریہ شریف

اپنی پریشانیوں اور مشکلات کے حل کیلئے ضرورت شریف لائیں

پرنور محفل ہر اتوار بعد نمازِ ظہر فوراً (ظہر 1:30 بجے ہے) بمقام جامع مسجد میمن، صدیق آباد، کریم آباد، کراچی۔

ماہانہ درسِ قرآن

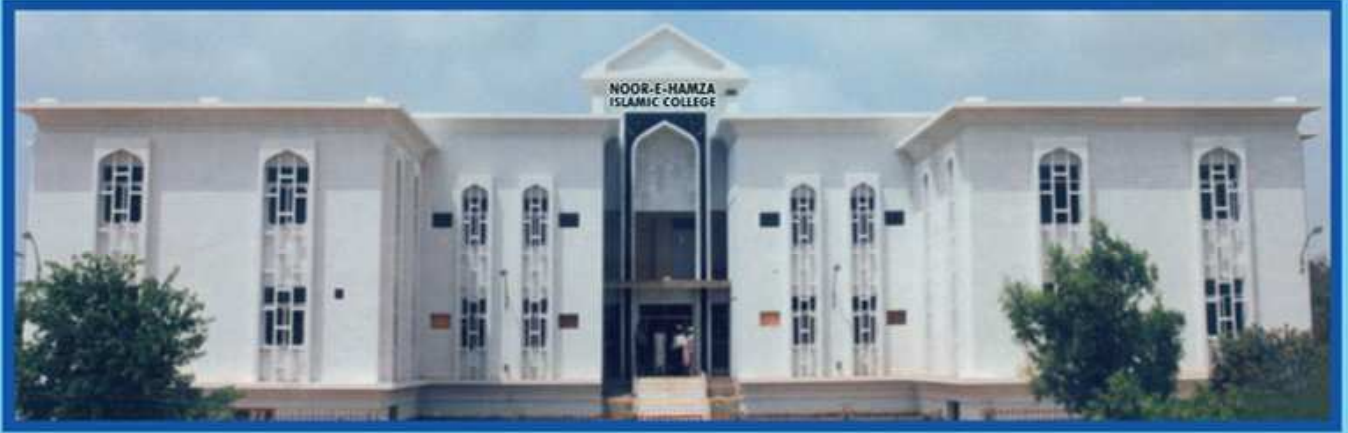
ہر انگریزی مہینے کی چوتھی اتوار بعد نمازِ عشاء فوراً بمقام جامع مسجد گلفشاں، فیڈرل بی ایریا، کریم آباد، کراچی۔

(بیان: حضرت علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری صاحب)

یہ تمام پروگرام آپ www.gulfishanmasjid.net پر براہِ راست (live) بھی سن سکتے ہیں

ماحول کی آلودگی میں کامیابی کا پاکیزہ سفر
آپ کا لختِ جگر آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ)

نورِ حمزہ اسلامک کالج



میٹرک پاس ہونہار طلباء کیلئے سنہری موقع (Golden Chance)

★ پرسکون تعلیمی ماحول جدید سہولیات سے مزین ہاسٹل
★ ایئر کنڈیشنڈ کلاس رومز

ADMISSION OPEN

Education Programme of Aalim and MBA Degree

Admission Forms are Available Online

www.noorequran.net, www.noorehamza.com

نورِ حمزہ اسلامک کالج، گلشن معمار، کراچی

بمقام

رابطہ: 0322-2232030